اسلامی طرزِ انتخاب

موجودہ صورتِ حال: آج کی دنیا میں جسقدر استحصال' شر' فساد' بدامنی' بے انصافی' رشوت' سفارش' اقرباء پروری' لاقانونیت' تعصب وغیرہ ہے اس کا بنیادی سبب ایک فرد کا دوسرے افراد کے ووٹوں کا محتاج ہونا ہے۔ بڑی بڑی آفتیں' سیلاب' زلزلے' ایٹم بم کی ہولنا کیاں وغیرہ انسانیت کے لئے اسقدر مہلک ثابت نہیں ہوئیں جس قدر کہ ایک فرد کا دوسرے فرد کے ووٹ کا محتاج ہو جانا۔ ووٹ لینے والے نے ووٹ دینے والے کو بہر قیمت اس لئے خوش رکھنا ہوتا ہے کہ ووٹ ''پکا'' رہے۔ اسلام عوامی نمائندوں کو ووٹ کا محتاج بنا تا ہی نہیں۔ جمہوریت بغاوت ہے اللہ تعالیٰ کی بجائے جمہور یعنی عوام کو حقِ حاکمیت دیتی ہے کہ وہ جسے چاہیں حلال قرار دیں' جسے چاہے حرام۔ یہ سازشی طریقہ ہے غرباء کو حقِ اقتدار سے محروم کر کے امراء کی من مانیاں کرنے کا۔

اسلامی طرزِ انتخاب: اسلامی طرزِ انتخابات اور ہمارے ہاں کے مروجہ طرزِ انتخابات میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ یہاں اسلامی طریقِ انتخاب کو ہم ذرا وضاحت سے بیان کرتے ہیں:۔

یاد رہے چاروں خلفاءِ راشدین کا انتخاب تو ہوا لیکن قدرے مختلف طریقوں سے۔ تاہم چاروں طریقہ ہائے انتخاب میں قرآن وسنت پر مبنی چند مشترکہ اصولی قواعد وضوابط اختیار کئے گئے جو یوں ہیں:

1- کوشش کی گئی کہ قیادت اہلِ قیادت کو سونپی جائے اور اس قرآنی ضابطے کی حرف بہ حرف پیروی ہو جو یوں ہے کہ ''مسلمانو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہلِ امانت کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو.....'' (النساء:58)

2- ولی عہد بنانے کی قطعی ممانعت

3- امیدوار کھڑا ہو کر کسی کو بذریعہ کنوسینگ اپنے حق میں کرنے کی دوٹوک نفی۔ ہادیٔ برحقؐ کا ارشادِ گرامی ہے ''ہم نہیں دیتے عہدہ اس شخص کو جو اس کی درخواست کرے اور جو اس کی حرص کرے'' (مسلم)۔

4- خلیفہ کا انتخاب محض اولوالامر کی رائے سے ہوا' امت کے ہر فرد نے ان انتخابات میں حصہ نہ لیا۔ اصل میں قرآن کے مطابق دنیا میں وقت کے ہر موڑ پر اکثریت ہمیشہ جاہلوں کی ہوتی ہے (اکثر الناس لا یعلمون) لہٰذا جس نظام کی اٹھان لوگوں کی اکثریت پر ہو اس میں ہمیشہ جاہل ہی آگے آئیں گے۔ ''الناس'' یعنی مسلموں اور غیر مسلموں دونوں کا انتخابات میں حصہ لینا تو در کنار اسلام تو اس سے بھی ایک قدم آگے جاتا ہے اور وہ پوری مسلم آبادی کو بھی اس بکھیڑے میں نہیں ڈالتا کہ وہ انتخابات میں حصہ لے' چناؤ کا بوجھ وہ صرف اولوالامر (اہل الرائے یعنی اہلِ استنباط) پر ڈالتا ہے۔ یاد رہے اسلام میں خلیفہ کی جگہ خالی ہونے کے تین دن کے اندر اندر اسے پر کرنا ہوتا ہے اور ایسا تبھی ممکن ہے کہ صرف اولوالامر' جو حقیقت میں عوام کے خود معتمد ہوتے ہیں' اس مرحلہ کو سر کریں۔

5- اہل اور قابل ترین قیادت کو آگے لانے کے لئے قرآنی معیارِ اہلیت' جو پانچ اوصاف' ایمان (النور:55) تقویٰ (الحجرات:13)' صلاح (النور:55)' علم اور جسم (البقرۃ:247) پر مشتمل ہے' کی پابندی کی گئی۔

6- ایک دفعہ منتخب ہو جانے والی قیادت کو ہٹانا درج ذیل صرف تین صورتوں میں جائز ٹھہرا ورنہ تا حیات قائم ودائم۔

- ☆ وفات پا جانے کی صورت میں
- ☆ از خود معذرت کر لینے کی صورت میں اور
- ☆ قرآنی معیارِ اہلیت میں سے کسی ایک یا کئی اہلیتوں میں کمی آنے کی صورت میں۔

دورِ خلافتِ راشدہ میں مؤخر الذکر دونوں صورتوں کی نوبت نہ آئی لہٰذا پہلی ہی صورت کو اختیار کیا گیا۔

7- اہلِ اقتدار تو بہر حال حزبِ اقتدار' باقی پوری امت حزبِ اختلاف تھی۔ کوئی بھی امتی کسی بھی وقت قیادت کا احتساب کر سکتا تھا۔ آج کی طرح کی متحارب حزبِ اقتدار وحزبِ اختلاف کا کوئی وجود نہ تھا۔

8- منتخب ہونے کی صورت میں خلیفۂ وقت پر درج ذیل دو مزید قدغنوں کی پابندی لازمی تھی۔

- ☆ اوسط سطح کے شہری کی بود وباش اختیار کرنا۔
- ☆ دار الخلافت کی مرکزی مسجد کا خطیب وامام ہونا۔

چاروں خلفاء کے طریقہ ہائے انتخاب کا قدرے مختلف ہونا بنیاد فراہم کرتا ہے کہ زمانی ومکانی ضروریات کے اعتبار سے طریقِ انتخاب قدرے مختلف تو ہو سکتا ہے لیکن شرعاً وہی طرزِ انتخاب جائز ہوگا جو مندرجہ بالا شرعی حدود کا پابند ہو ورنہ نا جائز' خواہ ایک ہی شرط کی خلاف ورزی کیوں نہ ہو۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے دور کو اسی لئے دورِ خلافتِ راشدہ کا حصہ سمجھا

جاتا ہے کہ کچھ عرصہ انحراف کے بعد ان کے دور میں ایک دفعہ پھر ان شرائط کی پابندی کی گئی۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آج کیا کوئی ایسا طرزِ انتخاب وضع کر لینا ممکن نہیں کہ جس کے ذریعہ قرآن وسنت پر پورا اترنے والی قیادت ہی آگے آئے۔ ایسا کرنا سو فیصد ممکن ہے۔ ذیل میں ہم پاکستان کو بطور مثال لے کر ایک ایسے ہی طرزِ انتخاب کا ذکر کرتے ہیں۔ پوری اسلامی دنیا جب ایک ہی خلیفہ کی سرکردگی میں آجائے تو اسی یا ایسے ہی طریقے کو بآسانی اختیار کیا جاسکتا ہے۔

مجوزہ طرزِ انتخاب: جب معیاری لوگ آگے لانے ہوں تو ضروری ہے کہ وہ ادارہ یا معیار جو اہل لوگوں کی نشاندہی کرے ایک ہی ہو۔ پورے ملک کی سطح پر ایسا واحد ادارہ الیکشن کمیشن ہی ہوسکتا ہے۔ الیکشن کمیشن کے حسبِ ضرورت یا مثال کے طور پر اکیاون پینل بنالئے جائیں جن میں سے ایک انچارج پینل (الیکشن کمشنر خود) ہو یعنی وہ تمام دوسرے پینلوں کے کام کی نگرانی کرے۔ ہر پینل ایسے تین افراد پر مشتمل ہو کہ جن کی شرافت اور دیانتدارانہ شہرت مسلمہ ہو۔ یاد رہے اسلامی تعلیمات کے مطابق ایسے نیک سرشت انسان وقت کے ہر موڑ پر موجود ہوتے ہیں۔ دوسری طرف پورے ملک کو مناسب سائز کے حلقوں میں تقسیم کرلیا جائے۔ ہر حلقہ میں الیکشن کمیشن کا ایک پینل سات دن مختلف ریسٹ ہاؤسوں، یونین کونسل کے دفتروں یا دوسری مناسب جگہوں پر قیام کرے اور ان اوقاتِ قیام کا اعلان پہلے سے اخبارات واشتہارات کے ذریعے عام کیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ متعلقہ پینل حلقے کے لوگوں سے اس قدر قریب تر رابطہ قائم کرے کہ گویا ان کا ہی حصہ بن جائے۔ اس قیام کے دوران متعلقہ آبادی میں سے بہ مشورہ عوام ایسے لوگوں کی فہرست تیار کرے جو قرآنی معیارِ اہلیت پر زیادہ سے زیادہ پورا اترتے ہوں۔ فہرست تو پہلے ایسے تقریباً 150 افراد کی تیار کی جائے لیکن کانٹ چھانٹ اور کراس چیکنگ کے بعد اسے 100 افراد تک محدود کردیا جائے۔ بے حد ضروری ہے کہ فہرست میں شامل کردہ افراد کے ناموں کو خفیہ رکھا جائے۔ اس طرح سات دنوں میں پچاس پینل پچاس حلقوں کا سروے مکمل کرلیں گے۔ اسی حساب سے کم وبیش 200 حلقوں کا سروے تقریباً 4 ہفتوں یا زیادہ سے زیادہ ایک ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔ سروے مکمل ہونے کے تقریباً 7 دن کے اندر اندر الیکشن کمیشن ہر حلقہ کی فہرست میں شامل کردہ افراد کو متعلقہ حلقہ میں ہی کسی ایک جگہ پر برائے مشورہ طلب کرے۔ ضروری نہیں کہ ایسے تمام اجتماعات پورے ملک میں ایک ہی دن منعقد ہوں لیکن اگر ہوں بھی تو کوئی حرج نہیں۔

مشورے کے اغراض ومقاصد بتانے کے بعد آنے والے افراد میں سے ہر ایک کو 100 افراد والی تیار کردہ فہرست کی ایک کاپی مہیا کی جائے اور اسے فہرست میں دیئے گئے افراد میں سے زیادہ سے زیادہ دس افراد کو، جن کو کہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ قرآنی معیارِ اہلیت پر بدرجۂ اتم پورے اترتے ہیں خفیہ طور پر ٹک کرنے کو کہا جائے۔ جو افراد اپنے نام کو بھی ٹک کرے اس کے مشورے کو نہ صرف مسترد کیا جائے بلکہ اسے کسی بھی عہدے کے لئے نااہل قرار دیا جائے۔ اس طرح سے جو شخصیت سب سے زیادہ ٹک ہو اسے مرکزی شوریٰ کا رکن ہونے کی سعادت ہو۔ دوسرے اور تیسرے نمبر پر ٹک ہونے والے افراد صوبائی شوریٰ کے ارکان گردانے جائیں۔ اگر یوں منتخب کوئی رکن معذرت کرلے تو پھر چوتھے، پانچویں وغیرہ نمبر پر ٹک شدہ افراد میں سے مطلوبہ رکن لیا جائے۔

سربراہِ حکومت کا چناؤ مرکزی شوریٰ کے ارکان آپس میں اسی طرح بغیر کسی رکن شوریٰ کے امیدوار کھڑا ہونے کے خفیہ رائے دہی سے کریں۔ صوبائی سربراہانِ حکومت کا چناؤ صوبائی شورائیں کریں۔ وفاقی وزراء کا چناؤ سربراہِ حکومت اور صوبائی وزراء کا انتخاب متعلقہ صوبائی سربراہِ حکومت کی صوابدید پر ہو۔ ملکی سطح پر ایسے انتخابات پوری تاریخ میں صرف ایک ہی دفعہ ہوں۔ کسی رکن شوریٰ کی سیٹ خالی ہونے کی صورت میں صرف متعلقہ حلقہ میں دوبارہ سروے کر کے مطلوبہ رکن کا انتخاب کیا جائے۔

ہمارا تجویز کردہ یہ طرزِ انتخاب گو جملہ اسلامی تقاضوں کو پورا کرتا ہے، حرفِ آخر نہیں۔ عمل کی دنیا میں کہیں ردوبدل ناگزیر ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ طرزِ انتخاب نہ صرف سستا، مختصر وقت میں اور معمولی عملہ سے مکمل ہونے والا ہے بلکہ گروہی وجماعتی محاذ آرائیوں اور برادریوں کی مخاصمتوں سے بھی قطعی پاک ہے۔ پھر اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ملکی سطح پر صرف ایک ہی دفعہ درکار رہے، پھر کبھی نہیں۔ اس کا یہ بھی طرۂ امتیاز ہے کہ ووٹر کی محتاجی کا کوئی سوال نہیں، دوردراز کا ایک غریب دیہاتی محض ذاتی اہلیت کی بناء پر عوامی نمائندہ اور حکمران منتخب ہوسکتا ہے۔